رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴ Regd. No. L.5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

فی پرچہ ۱ر

یوم سہ شنبہ * ۲۹ شوال ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹ | ۲۱ احسان ۱۳۳۴ ہش * ۲۱ جون ۱۹۵۵ء | نمبر ۱۴۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے اور طبیعت میں بشاشت ہے (الحمد للہ)

ربوہ ۲۰ جون۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق جو تازہ تار موصول ہوئی ہے۔ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے

سگراون ہیگ ۱۰ جون سات بجے شام

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیریت سگراون ہیگ پہنچ گئے ہیں۔ حضور کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے اور طبیعت میں بشاشت ہے (الحمد للہ) حضور راستہ میں سفر سے محظوظ ہوئے۔ آئندہ رپورٹیں ایئر میل کے ذریعہ بھیجی جایا کریں گی۔

مشتاق احمد باجوہ پرائیویٹ سیکرٹری"

احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ تعلیم الاسلام کالج ہر اعتبار سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ (وائس چانسلر یونیورسٹی)

کالج نے اخلاق واطوار، ضبط ونظم اور تعلیمی مساعی میں شاندار روایات قائم کی ہیں (پرنسپل)

تعلیم الاسلام کالج کے جلسہ تقسیم اسناد وانعامات کی سالانہ تقریب

ربوہ ۲۰ جون۔ پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب میاں افضل حسین صاحب نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے جلسہ تقسیم اسناد کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے اس امر پر اظہار مسرت فرمایا کہ تعلیم الاسلام کالج ہر لحاظ سے ترقی کی راہ پر گامزن ہے اور اس کے اساتذہ کالج کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کی کامیاب کوشش کر رہے ہیں۔

تعلیم الاسلام کالج کی تقسیم اسناد وتقسیم انعامات کی سالانہ تقریب کل صبح کالج کی وسیع گراؤنڈ میں نہایت سادہ اور موثر طریق پر منعقد ہوئی۔ پہلے کالج کے پرنسپل صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایم اے (آکسن) کی صدارت میں تقسیم اسناد کی تقریب عمل میں آئی اور اس موقعہ پر محترم میاں افضل حسین صاحب نے خطبہ پڑھا۔ بعد ازاں میاں صاحب موصوف کی صدارت میں جلسہ تقسیم انعامات منعقد ہوا۔ جس میں پرنسپل صاحب نے کالج کی سالانہ رپورٹ پیش کی اور پھر صاحب صدر نے انعامات تقسیم کئے۔ اور صدارتی تقریر فرمائی۔ اس تقریب میں صدر انجمن احمدیہ کے ناظر، تحریک جدید کے وکلاء۔ اور مقامی درسگاہوں کے اساتذہ کے علاوہ دیگر متعدد بزرگان سلسلہ ومعززین شریک ہوئے۔ پوری تقریب مغربی تہذیب اور مروجہ دستور کے خلاف اسلامی آداب کی مظہر تھی۔ تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا اور اسناد وانعامات تقسیم کرتے وقت بارک اللہ کے دعائیہ الفاظ کے ساتھ اظہار تحسین کیا گیا۔

سوا آٹھ بجے محترم میاں افضل حسین صاحب وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی۔ کالج کے پرنسپل واساتذہ کے ہمراہ جلوس کی صورت میں جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ پہلے تقسیم اسناد کی تقریب عمل میں آئی۔ جب کہ پرنسپل صاحب نے بی اے اور بی ایس سی کے کامیاب طلبہ کو اسناد عطا فرمائیں۔ بعد ازاں وائس چانسلر صاحب نے خطبہ تقسیم اسناد پڑھا۔ آپ نے اپنے خطبہ میں فرمایا آپ کی تعلیمی درسگاہ ایسی بے آب وگیاہ پہاڑیوں میں واقع ہے۔ جہاں ظاہری سرسبزی وشادابی نہیں ہے۔ لیکن سائنس نے ہمارے ہاتھ میں ایسی طاقت دے دی ہے کہ جس سے انسان بظاہر ناممکن چیزوں کو ممکن بنا سکتا ہے اس لئے آپ ان ویرانوں کو سرسبز میدانوں اور باغات میں تبدیل کر سکتے ہیں اور ان چٹیل چٹانوں کو خوشگوار جھاڑیوں اور درختوں سے سرسبز بنا سکتے ہیں۔

آپ نے فرمایا۔ پچھلے سال چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس قسم کی تقریب پر آپ کو روحانی امور کی طرف توجہ دلائی تھی۔ لیکن نسل انسانی کی کامیابی کے لئے مادی اور روحانی امور کا امتزاج ضروری ہے اور جسمانی ماحول ہی ایسی فضا تیار کر سکتا ہے۔ جس سے روحانی استعدادیں اجاگر ہوتی ہیں۔

آپ نے سائنس کی اہمیت واضح کرتے ہوئے سائنس کے مختلف شعبوں میں مزید تحقیقات کرنے کی طرف توجہ دلائی اور طلباء کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ تعلیم کا مقصد جہالت اور تعصب کو دور کر کے اس کی جگہ غور وفکر کی حقیقی اور آزادانہ روح پیدا کرنا ہوتا ہے لہٰذا طلباء کو تعلیم کے اس اصل مقصد کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

آخر میں آپ نے اسناد حاصل کرنے والے طلباء کو مبارکباد دیتے ہوئے اس توقع کا اظہار کیا کہ وہ اپنے ملک کی مشکلات پر قابو پانے کی کوشش کریں گے۔ اور اس کے لئے کسی قسم کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

جلسہ تقسیم اسناد کے بعد محترم میاں افضل حسین صاحب کی صدارت میں جلسہ تقسیم انعامات کی کارروائی شروع ہوئی سب سے پہلے کالج کے پرنسپل صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے کالج کی سالانہ رپورٹ پیش فرمائی۔

آپ نے اپنی رپورٹ میں کالج کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ سخت نامساعد حالات کے باوجود کالج کے طلباء نے اپنے اخلاق واطوار ضبط ونظم اور تعلیمی مساعی میں ایسی شاندار روایات قائم کیں۔ جن کی وجہ سے اسے لاہور کے کالجوں میں ایک امتیازی حیثیت حاصل ہو گئی۔ حتیٰ کہ دوست تو دوست حاسدین بھی اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے۔ کہ یہ کالج پنجاب کی دو تین بہترین درسگاہوں میں سے ایک ہے۔ آپ نے فرمایا ہماری شروع ہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ کالج میں ایک ایسی سازگار فضا پیدا کریں۔ جو ہر قسم کے سیاسی معاشرتی اخلاقی اور مذہبی تعصبات سے پاک ہو اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک حد تک ہم اس میں کامیاب رہے ہیں۔

آپ نے کالج کے متعلق اپنے آئندہ عزائم پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ ہم کالج کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے یورپ اور انگلستان سے بعض اساتذہ کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ کے ایک سائنسدان کی خدمات حاصل بھی کی جا چکی ہیں اور وہ عنقریب یہاں پہنچنے والا ہے۔ آپ نے بتایا کہ قریباً ہر مضمون میں ہمارے کالج کے نتائج یونیورسٹی کی اوسط فیصدی سے اچھے رہے ہیں۔ ان نتائج کی وجہ سے نیز اخلاق اور علمی لحاظ سے ہم نے کالج میں جو صحت مند ماحول [باقی صفحہ ۸ پر]

پاکستان کے مختلف مقامات پر سورج گرہن

کراچی ۲۰ جون۔ آج صبح پاکستان کے مختلف مقامات پر جزوی طور پر سورج گرہن ہوا کراچی میں صبح سات بجکر ایک منٹ پر سورج گرہن شروع ہوا اور ڈیڑھ گھنٹہ سے کچھ زیادہ عرصہ تک جاری رہا۔ کوئٹہ اور لاہور میں بھی جزوی طور پر سورج گرہن دیکھا گیا۔ لاہور میں آٹھ بجکر ۳۱ منٹ پر گرہن ختم ہوا۔

ایڈیٹر: روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کروا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۱ جون ۱۹۵۵ء

اردو کا روشن مستقبل

جب سے قومیت کا اصول دنیا میں رائج ہوا ہے۔ اکثر ممالک میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ ملک کی قومی زبان کو ازسرنو زندہ کیا جائے۔ اور اس پر جو بیرونی اثرات پڑے ہیں۔ ان کو مٹا دیا جائے۔ دور حاضر میں یہ کوشش تقریباً ہر ملک میں ہوئی ہے۔ مثلاً انگریزی زبان کو بھی پاک کرنے کی کوشش ہوتی رہی ہے۔ اور اس سے لاطینی الفاظ کو جو رومیوں کے دوران غلبہ میں اس میں داخل ہوگئے ہیں۔ نکالنے کی مہم ایک مدت تک جاری رہی ہے۔ اور کوشش کی جاتی رہی ہے۔ کہ قدیم زبان کے الفاظ ان کی جگہ استعمال کئے جائیں:

اسی طرح فارسی زبان سے ترکی اور خاصکر عربی الفاظ کو نکال کر خالص پہلوی محاورات داخل کرنے کی کوشش ہوتی رہی ہے اور شائد ابھی تک جاری ہے۔ باقی زبانوں کا بھی یہی حال ہے۔ یہ خیال قومیت کے نقطۂ نظر سے ہوتا ہے۔ اور ایک قوم جو گزشتہ زمانہ میں دوسری قوم کے ماتحت رہی ہو آزاد ہونے کے بعد قومیت کے جذبات کے ماتحت چاہتی ہے۔ کہ غالب قوم کے آثار مٹا دیئے جائیں۔ اور ملک کی قدیم زبان کو ازسرنو زندہ کیا جائے:

اس کے باوجود کہ اکثر لوگ بڑے اہتمام سے زبان کی تطہیر کرنے پر تل جاتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ بلا استثنا اس میں ہمیشہ ناکامی ہوئی ہے۔ اور یہ مہم اکثر بے منفعت ہونے کی وجہ سے ملک کی اکثریت کے لئے کبھی جاذب اور باعث دلچسپی نہیں بنی۔ چنانچہ نہ تو انگریزی لاطینی الفاظ سے نجات حاصل کر سکی ہے۔ اور نہ فارسی سے ترکی اور عربی الفاظ کو عوام کی زبان سے حذف کیا جا سکا ہے۔

بات یہ ہے کہ امتداد زمانہ کے ساتھ ساتھ غیر زبان کے الفاظ عوام کی زبان پر چڑھ جاتے ہیں۔ اور ایسے مطالب ادا کرنے لگتے ہیں۔ جنہیں کوئی دوسرا لفظ ادا نہیں کر سکتا۔ جس کی ایک بڑی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ باہر سے آنے والے خاص باتوں کو ظاہر کرنے کے لئے جو پہلے ملک میں رائج نہیں ہوتیں۔ خاص الفاظ لاتے ہیں۔ اور ان کا بدل پہلی زبان میں موجود نہیں ہوتا یا ہوتا ہے۔ تو کسی اور پہلو سے اپنے الگ معنے اختیار کر چکا ہوتا ہے اگر اسے نئے معنے میں استعمال کیا جائے۔ تو زبان میں گڑبڑ پیدا ہوجاتی ہے۔ اس لئے جو لوگ زبان کی تطہیر کے لئے اٹھتے ہیں۔ وہ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اور جو زبان عوام کی زبان پر چڑھ چکی ہوتی ہے اور عام لٹریچر میں اختیار کی جا چکی ہوتی ہے۔ وہی قائم رہتی ہے۔ البتہ مختلف لکھنے والے اس تحریک کے زیر اثر مختلف سٹائل اختیار کر لیتے ہیں۔ اور زبان میں تنوع پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے۔ قدیم زبان کو ازسرنو زندہ کرنے کی کوشش ہمیشہ ناکام ہی رہتی ہے۔

برصغیر ہند میں مسلمانوں کے ورود پر فارسی عربی اور ترکی زبان کے الفاظ دیسی روزمرہ کی زبان میں داخل ہوتے چلے گئے۔ جنہوں نے زبان کو ایک نئی شکل دے دی تھی۔ اگرچہ زمین تو وہی رہی۔ مگر اس پر رنگا رنگ کے پھول کھلنے سے اس کی شکل و صورت نے جدید حسن پیدا کر لیا۔ پہلے اس کو ریختہ کا نام دیا گیا۔ یعنے گری پڑی زبان۔ کیونکہ مسلمان غیر زبان بولتے تھے۔ مگر روزانہ کے کاروبار میں انہیں دیسی زبان سے کام لینا پڑتا تھا۔ رفتہ رفتہ عام بولی نے ایک متین وضع اختیار کر لی۔ اب اسے اردو کہتے ہیں۔ اور کبھی کبھی اسے ہندوستانی کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

شروع شروع میں خود مسلمانوں نے یہ کوشش کی کہ خالص ہندی زبان کو بھی ترقی دی جائے۔ چنانچہ ہندی میں انہوں نے بڑی بڑی تصانیف کیں۔ جو موجودہ ہندی میں خاص رتبہ رکھتی ہیں۔ عبدالرحیم خانخاناں کے ہندی دوہے ہندی کے سرمائے میں بیش بہا خزانہ ہیں۔ محمد جائسی کی تصنیف پدمنی اب بھی ہندی میں ایک لاجواب تصنیف سمجھی جاتی ہے۔

اس کے باوجود ہندی میں کئی فارسی اور عربی کے الفاظ اس طرح داخل ہو گئے ہیں۔ کہ ان کے بغیر ہندی چل ہی نہیں سکتی۔ مگر جب سے ہندوؤں کے ایک متعصب گروہ نے ہندی کو اردو کے مقابلہ میں ایک الگ زبان کے طور پر پیش کرنا شروع کیا ہے۔ انہوں نے یہ بھی کوشش کی ہے کہ ہندی سے عربی فارسی الفاظ خارج کرکے ان کی جگہ غیر مانوس سنسکرت کے الفاظ داخل کئے جائیں۔ اور آج جبکہ ہندی کو بھارت میں ۱۴ ستمبر ۱۹۴۹ء سے سرکاری زبان بنا دیا گیا ہے۔ سرکاری طور پر بے انتہا کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ عربی فارسی کے الفاظ اس سے بدر کر دیئے جائیں۔ مگر اس کوشش کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ باوجود سرکاری زبان ہونے کے عوام میں ہندی مقبول نہیں ہو سکی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ جو لوگ ہندی کی ترقی کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ اپنی روزمرہ کی بولی میں ہندی نہیں بلکہ ہندوستانی یا اردو زبان ہی زیادہ تر استعمال کرتے ہیں۔ اور اس طرح بجائے سنسکرتی ہندی کے اردو بھارت کے ان حصوں میں بھی پھیل رہی ہے۔ جہاں دوسری بولیاں بولی جاتی ہیں۔ مثلاً جنوبی ہند میں شدھ ہندی نہیں بلکہ ہندوستانی سمجھی اور بولی جاتی ہے۔

اردو بھارت کے مندرجہ بالا حصوں ہی میں سمجھی اور بولی نہیں جاتی۔ بلکہ غیر ممالک میں بھی شدھ ہندی کو سرکاری زبان سمجھ کر کوئی مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ ایشیا۔ افریقہ بلکہ یورپ میں بھی بھارت کی کسی زبان کو خاص کر شدھ ہندی کو کوئی مقبولیت حاصل نہیں۔ بلکہ اسی عام زبان کو مقبولیت حاصل ہے۔ جس کو بھارت نے محض تعصب کی بنا پر مسلمانوں کی زبان سمجھ کر اس کی جگہ شدھ ہندی کو سرکاری زبان قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ روزنامہ نوائے وقت اپنے ایک نوٹ میں لکھتا ہے۔

"ایک خبر ہے کہ پنڈت نہرو روس کا دورہ کرتے ہوئے تاشقند پہونچے۔ تو وہاں ان کی خدمت میں جو سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ وہ اردو میں تھا۔ پنڈت جی نے بھی اس کا جواب اردو میں ہی دیا۔

اردو پنڈت نہرو کی مادری زبان ہے اور کبھی وہ بڑے فخر کے ساتھ پبلک جلسوں میں یہ اعلان کیا کرتے تھے۔ کہ اردو میری مادری زبان ہے۔ اور ہم اپنے گھر میں یہی زبان بولتے ہیں۔ پنڈت جی کے گھر میں تو غالباً آج بھی اردو ہی بولی جاتی ہے۔ مگر پنڈت نہرو ہندوؤں کے دباؤ سے ایسے مجبور ہوئے کہ اپنی حکومت کے دفتروں سے اردو کو نکال دیا۔ مگر اردو کی سخت جانی ملاحظہ ہو کہ پنڈت جی سمرقند پہنچے۔ اردو وہاں موجود" (نوائے وقت ۹ جون)

اس سے ظاہر ہے کہ اردو کا مستقبل روشن ہے۔ اور کوئی کوشش اس مشترکہ اور قدرتی نشوونما یافتہ زبان کو اب مٹا نہیں سکتی۔

متروکہ شہری جائداد کے مطالبہ کے متعلق

ایک ضروری تتمہ نوٹ

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے حال لاہور

میری طرف سے دوستوں کی سہولت کے لئے متروکہ جائداد کے مطالبہ کے متعلق ایک نوٹ جو اسی اخبار کے صفحہ نمبر ۳ پر شائع ہوا ہے۔ جس میں میں نے سات عدد فقرات کی صورت میں بعض ہدایات بطریق مشورہ پیش کی ہیں۔ اسی تعلق میں یہ تتمہ نوٹ شائع کرایا جا رہا ہے۔ تا کہ سابقہ سات عدد ہدایات کے علاوہ دوست مندرجہ ذیل تین باتوں کو بھی مدنظر رکھیں:

(۱) ہر درخواست جو شہری جائداد کے مطالبہ کے تعلق میں دی جائے۔ اس کی حسب ضابطہ دو عدد نقول داخل کرانی ضروری ہیں بلکہ بہتر ہوگا کہ ایک تیسری نقل اپنی یادداشت کے لئے اپنے پاس بھی رکھی جائے۔ اگر دو عدد نقول داخل نہ کرائی جائیں۔ تو درخواست واپس کر دی جائے گی۔

(۲) ہر کلیم فارم پر درخواست دہندہ کے دستخطوں کی تصدیق کے طور پر کسی مجسٹریٹ یا جج یا گزیٹڈ افسر یا ایم۔ایل۔اے یا ممبر ڈسٹرکٹ بورڈ یا ممبر میونسپل کمیٹی یا ممبر ٹاؤن کمیٹی یا ممبر نوٹیفائڈ ایریا کمیٹی وغیرہ کے دستخط کرانے ضروری ہیں۔

(۳) ہر کلیم فارم کو اپنے جائز اور ثابت شدہ حق کے مطابق صحیح صحیح بھرا جائے۔ غلط مطالبہ کرنے پر درخواست کنندہ سزا کا مستوجب ہوگا۔

امید ہے دوست سابقہ ہدایتوں کے ساتھ ان ہدایتوں کو بھی ملحوظ رکھیں گے۔

اس تعلق میں مزید خط و کتابت ناظر صاحب امور عامہ ربوہ کے ساتھ کی جائے۔ والسلام

خاکسار مرزا بشیر احمد
آف ربوہ حال مقیم لاہور ۱۸ جون ۱۹۵۵ء

قادیان کی متروکہ شہری اراضی

دوستوں کی سہولت کے لئے ضروری ہدایات

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے

اب جبکہ حکومت نے متروکہ شہری جائدادوں کے بدل یا معاوضہ کا رستہ کھول دیا ہے۔ اور اسکے مطالبہ کی اجازت دی ہے۔ تو ان دوستوں کی سہولت کے لئے جنہوں نے قادیان کی میونسپل حدود کے اندر کوئی زمین خریدی ہوئی تھی۔ یا کوئی جائداد رکھتے تھے ذیل کا مشورہ پیش کیا جاتا ہے۔ جسے ملحوظ رکھ کر دوست حکومت سے اپنا حق حاصل کرنے میں انشاء اللہ آسانی پائیں گے۔ یہ خیال رہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی موجودہ ہدایت کے ماتحت قادیان کے متروکہ رہائشی مکانوں کے بدل یا معاوضہ کا مطالبہ منع کیا گیا ہے۔ جو نہ صرف قادیان کی پرانی آبادی کے حلقہ درویشان میں بلکہ سب محلہ جات میں یکساں منع ہے۔ اور حلقۂ درویشاں میں تو باقی ہر قسم کی جائداد کا مطالبہ بھی منع ہے۔ مگر حلقۂ درویشاں سے باہر قادیان کے دوسرے محلہ جات میں اراضی اور باغات اور دوکانوں اور کارخانوں کے بدل یا معاوضہ کا مطالبہ منع نہیں ہے۔ دوست اپنے اپنے حق کے مطابق حکومت کی شائع کردہ فارموں پر مطالبہ کر کے اپنا حق محفوظ کرا سکتے ہیں۔ اس تعلق میں ذیل کے اصولی امور مدنظر رکھنے انشاء اللہ مفید ہوں گے:-

(۱) مطالبہ کے لئے سرکاری فارمیں جو حکومت کے ڈاک خانہ جات سے مل سکتی ہیں۔ مختلف قسم کی جائدادوں کے لئے الگ الگ مقرر ہیں جیسے زرعی اراضی اور باغات اندرون میونسپل حدود کے لئے الگ فارم مقرر ہیں۔ سکنی اراضی کے لئے الگ ہیں۔ دوکانات اور پلاٹ برائے دوکانات کے لئے الگ ہیں اور کارخانہ جات کے لئے الگ ہیں۔

(۲) مقررہ فارم کسی ڈاک خانہ سے خرید کر انہیں پوری احتیاط کے ساتھ بھرا جائے۔ اور اگر کسی واقف کار سمجھدار دوست یا وکیل کے ذریعہ بھرا جا سکے۔ تو بہتر ہوگا۔ تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔ اور اس کے بعد مقررہ فیس لگا کر ضلع کے متعلقہ دفتر میں رسید لے کر داخل کرایا جائے۔ اس غرض کے لئے حکومت کی طرف سے ہر ضلع میں رجسٹرنگ افسر مقرر کئے جا رہے ہیں۔

(۳) چونکہ یہ شہری جائداد کا معاملہ ہے۔ جس کے لئے ہر صورت میں سرکاری کاغذات مال میں اندراج ممکن نہیں ہوتا اس لئے اپنے مطالبہ کی تصدیق کے لئے دوسری قسم کا ثبوت بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً (الف) نقل رجسٹری یا (ب) کوئی دیگر دستاویز یا (ج) تصدیق فروخت کنندہ یا (د) تصدیق میونسپل کمیٹی یا (ہ) زبانی شہادت وغیرہ۔ البتہ اگر کسی جائداد کا سرکاری کاغذات مال میں انتقال بھی درج ہو چکا ہو۔ تو یہ ایک مزید پختہ ثبوت ہوگا اسے بھی ضرور پیش کیا جائے۔

نوٹ۔ کارخانہ جات کے لئے میونسپل حدود کے اندر واقع ہونا ضروری نہیں ہے۔

(۴) اگر کسی دوست نے قادیان کی میونسپل حدود کے اندر ہم سے کوئی قطعہ اراضی خریدا ہو۔ اور ان کے پاس مندرجہ بالا ثبوتوں میں سے کوئی ثبوت موجود نہ ہو۔ تو وہ ہماری طرف سے جاری کردہ سند یا سرٹیفکیٹ پیش کر دیں۔ اور اگر کسی دوست کے پاس سند موجود نہ ہو۔ تو وہ اپنی خرید کا حوالہ دے کر ہم سے سند منگوا سکتے ہیں۔ بلکہ اگر وہ پسند کریں۔ تو اس موقعہ پر انگریزی زبان میں بھی سند جاری کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ تاکہ افسران پڑتال کنندہ کو سہولت رہے۔ انشاء اللہ ہماری طرف سے اس معاملہ میں دوستوں کے ساتھ ہر قسم کا جائز اور ممکن تعاون کیا جائے گا۔

(۵) یہ خیال رہے کہ حکومت کا موجودہ فیصلہ صرف ایسی جائدادوں سے تعلق رکھتا ہے۔ جو میونسپل حدود کے اندر واقع تھیں اور چونکہ قادیان کے بیرونی محلہ جات کے قطعات بالعموم میونسپل حدود کے اندر ہی واقع تھے۔ اس لئے درویشوں والے حلقہ کو چھوڑ کر باقی سب محلہ جات کی اراضی (یا باغات یا دوکانات یا کارخانہ جات) کے بدل یا معاوضہ کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اوپر کے بیان شدہ ثبوتوں میں سے کوئی ثبوت موجود ہو۔ اسی طرح میونسپل حدود کے اندر زرعی قطعات کا مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ البتہ جیسا کہ اوپر نوٹ کیا گیا ہے کارخانہ جات کے لئے میونسپل حدود کے اندر واقع ہونا ضروری نہیں ہے۔ مگر یہ خیال رہے کہ تعمیر شدہ مکان کی تہ زمین بھی مکان کا حصہ ہوتی ہے۔ اس لئے حضرت صاحب کے موجودہ فیصلہ کے مطابق اس کا مطالبہ نہیں ہونا چاہیئے:-

(۶) چونکہ متروکہ جائداد کی قیمت بھی درج کرنا پڑتی ہے۔ اس لئے دوستوں کو یہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ موجودہ مطالبات کے تعلق میں قیمت سے مراد قیمت خرید نہیں ہے۔ بلکہ وہ قیمت مراد ہے۔ جو ملکی تقسیم کے وقت کسی متروکہ جائداد کی تھی مثلاً اگر کسی دوست نے کوئی قطعہ اراضی ایک ہزار روپیہ فی کنال میں خریدا تھا۔ مگر بعد میں قادیان کی ترقی کی وجہ سے اس کی قیمت بڑھ کر تین ہزار روپیہ فی کنال ہو گئی تھی۔ تو مطالبہ میں تین ہزار روپیہ قیمت درج ہونی چاہیئے۔ اور پھر اس کا مناسب ثبوت بھی پیش کیا جائے۔ اس تعلق میں الفضل کے مختلف اعلانات بھی کام دے سکتے ہیں۔ جو قادیان کے آخری ایام میں شائع ہوتے رہتے تھے۔ اور ارد گرد کے قطعات کی قیمت کا بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے۔

(۷) اگر کسی دوست کو قادیان کی میونسپل حدود کا علم نہ ہو۔ تو وہ ناظر صاحب امور عامہ ربوہ کو خط لکھ کر اور اپنے قطعہ اراضی اور محلہ وغیرہ کا حوالہ دے کر دریافت کر سکتے ہیں۔ جنہیں میں نے دوستوں کی سہولت کے لئے قادیان کی میونسپل حدود کے متعلق سرکاری گزٹ مطبوعہ ۱۹۲۳ء کی نقل مہیا کر دی ہے۔

نوٹ:۔ یہ خیال رہے کہ اس وقت تک شہری جائداد کے متعلق مطالبات داخل کرنے کی میعاد ۳۱ اگست ۱۹۵۵ء تک ہے اسے ملحوظ رکھا جائے۔ البتہ اگر آگے چلکر اس میعاد میں کوئی توسیع ہو جائے۔ تو اس کے متعلق حکومت کی طرف سے اعلان ہو جائیگا۔

نوٹ ثانی۔ میں نے دوستوں کی سہولت کے لئے باوجود بیماری کے اور باوجود ڈاکٹروں کی تاکید کے کہ آرام کرنا چاہیئے یہ نوٹ لکھا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس معاملہ میں دوست سوائے اشد مجبوری کے میری بجائے ناظر صاحب امور عامہ ربوہ کے ساتھ خط و کتابت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔ وجزاھم اللہ خیراً" والسلام خاکسار مرزا بشیر احمد آف ربوہ حال لاہور ۱۵/۶/۵۵

اعلان برائے خاص توجہ احباب جماعت

مکرم صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ حضور کی صحت بفضلہ تعالیٰ دن بدن بہتر ہو رہی ہے۔ مگر پوری طاقت نہیں آئی۔ حضور جلدی تھک جاتے ہیں۔ اور لکھا ہے کہ احباب جماعت نے بہت زیادہ ڈاک حضور کو براہ راست بھجوانی شروع کر دی ہے جس سے حضور کی صحت پر اثر پڑنے کا خطرہ ہے۔ اس کے پیش نظر احباب جماعت سے استدعا ہے کہ وہ حضور کو براہ راست لمبے لمبے خط نہ لکھا کریں بلکہ جیسا کہ مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری نے متعدد بار اعلانات کے ذریعہ واضح کر دیا تھا۔ کہ حضور کو پرائیویٹ سیکرٹری ربوہ کی معرفت صرف دو چار سطریں چھوٹے کاغذ پر اور صاف خط میں لکھ کر بھیجا کریں۔ اس پر عمل کیا جائے۔ اس وقت مرکز اور بیرونی جماعتوں کے احباب کی محبت خلوص اور ایثار کا یہی تقاضہ ہے۔ کہ وہ اپنے سب سے زیادہ قیمتی اور نایاب وجود کی حفاظت کی خاطر قربانی کریں۔ اور جتنا زیادہ سے زیادہ حضور کو آرام دے سکتے ہیں بہم پہنچائیں۔ جب حضور اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحت مند ہو کر واپس تشریف لے آئیں گے۔ تو اس وقت حسب موقعہ اپنی محبت کا اظہار کر لیں:

(ناظر اعلیٰ ربوہ)

مکرم شیخ نذیر احمد صاحب کی علالت

مکرم شیخ بشیر احمد صاحب لاہور سے تحریر فرماتے ہیں۔

میرے برادر اکبر شیخ نذیر احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ سیالکوٹ چھاؤنی عرصہ چار ماہ سے شدید طور پر بیمار چلے آتے ہیں۔ نقاہت بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ اور کوئی خاطر خواہ افاقہ نظر نہیں آتا۔ احباب جماعت سے درد مندانہ درخواست کرتا ہوں کہ اپنی خاص دعاؤں میں بھائی جان کو بھی جگہ دیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے عاجلہ کاملہ اور منفعت کی زندگی عطا فرمائے۔ (شیخ) بشیر احمد ایڈووکیٹ لاہور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی امتیازی شان

از محمد عبد الحق صاحب امرتسری گنج مغلپورہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام دو حصوں پر مشتمل تھا۔

(۱) مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب اور ادیان باطلہ کی تردید۔

(۲) مسلمانوں کی اصلاح اور ان کو ایک مرکز پہ جمع کرنا آپ کے کام کی وسعت کا صحیح اندازہ تبھی لگایا جا سکتا ہے۔ جب کہ اس مقدس جنگ کی ساری تفصیل معلوم کی جائے۔ جو خدا کا یہ جرّی اور اسلام کا بہادر پہلوان قریباً پون صدی تک شب و روز لڑتا رہا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ خدائی طاقت سے ہو رہا تھا۔ جب خدا تعالےٰ نے آپ کو احیائے دین کے لئے کھڑا کیا اور فرمایا کہ

"سب مسلمانوں کو جو روئے زمین پر ہیں جمع کرو۔ علےٰ دین واحد"
(تذکرہ صفحہ ۵۳۷)

تو آپ کی نصرت کا بھی وعدہ فرمایا۔ اور بشارت دی کہ

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیان بر منار بلند تر محکم افتاد"
(تذکرہ صفحہ ۳۴۲)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جن حالات میں نصرت اسلام کا بیڑا اٹھایا۔ وہ سخت حوصلہ شکن اور بظاہر مایوس کن تھے مگر چونکہ آپ اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے گئے تھے۔ اس لئے میدان عمل میں آپ کو ایک امتیازی شان حاصل تھی۔ دوسرے لوگوں نے بھی اسلام کی دردناک حالت پر مرثیے لکھے اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے بھی درد انگیز اشعار لکھے۔ مگر فرق دونوں میں یہ ہے۔ دوسروں کے مرثیے اسلام کی ماضی کا ماتم کر کے دل مسوس کر رہ گئے۔ اور آئندہ کے لئے کوئی فرحت زا نوید نہیں سناتے۔ مگر حضرت احمد علیہ السلام نے ایک طرف اظہار غم کرتے ہوئے۔ فرماتے ہیں ؎

بے کسے شد دین احمد ہیچ خویش و یار نیست
ہر کسے در کار خود با دین احمد کار نیست

دوسری طرف زندگی کی روح پھونکتے ہوئے کہتے ہیں ؎

بکوشید اے جواناں تا بدین قوت شود پیدا
بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

اسلام کی دوبارہ ترقی اور اسکے عروج کو یقینی قرار دیتے ہوئے فرمایا ؎

بشنو ایں اے خواہ نصرت را دہند ت اے اخی وار
قضا آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا

اسلام کے روشن مستقبل کے متعلق یہ وثوق آپ کو اور کہیں دکھائی نہ دے گا۔ اس زمانہ میں اسلام کے مستقبل کے متعلق چاروں طرف مایوسی ہی مایوسی تھی۔ اور اس کا اظہار کھلے لفظوں میں بذریعہ اخبار و رسائل کیا گیا اور لکھا گیا کہ

(۱) "مرکزیت ہی سب سے بڑی نعمت ہے اور اس کے فقدان نے فرزندان توحید کو تباہ و ویران کر رکھا ہے۔ بجلی اپنے مرکز سے تمام شہر کو بقعۂ نور بنا دیتی ہے۔ اگر مسلمانوں میں بھی کوئی مرکزی اقتدار و شان رکھنے والا راہنما پیدا ہو جائے جس کی آواز پر لوگ لبیک کہیں مسلمان تو اس وقت ایک بے سردار کی فوج ہیں اور جو سردار ہیں۔ انہیں باہمی سب و شتم ہی سے فرصت نہیں۔ جب تک کوئی بااثر راہنما پیدا نہ ہوگا۔ اس وقت تک ہمارا انتشار و زوال کبھی دور نہیں ہو سکتا۔"

(دارالامان دہلی)

(۲) "آج دین و مذہب مصائب کے نرغے میں ہے گلشن اسلام پامال خزاں ہونے کو ہے دنیاوی ابتلاء کا سلسلہ منازل ترقی پر ہے۔ مسلمان مصیبتوں کلفتوں کے آماجگاہ بنے ہوئے ہیں اطمینان و طمانیت قلبی سے محروم پڑے ہیں۔ دنیا ان کے تباہ و برباد نیست و نابود کرنے میں ساعی و کوشاں ہے غرضیکہ ہر سمت ہر جہت ہر طرف سے ان پر مصائب کے ابر ٹوٹ پڑے ہیں"

(کڑک آسمانی)

اس مایوسی کی تاریکی میں اگر کہیں امید کی جھلک دکھائی دیتی تھی تو وہ صرف بطل اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام تھا۔ آپ نے یقین سے لبریز دل کے ساتھ فرمایا ؎

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

آپ نے مخالفین اسلام کے اعتراضات کے دندان شکن جواب دے کر اسلام کی شوکت کو اظہر من الشمس کیا۔ آپ کی زندگی اس مقصد کے لئے وقف تھی جو ابتدائی کتاب آپ کی قلم سے نکلی۔ اس کا نام براہین احمدیہ ہے۔ اس کتاب کے دلائل کا یہ عالم ہے۔ کہ آج تک کسی مخالف نے اس کے جواب کی جرأت نہیں کی۔ اس کتاب کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذاہب باطلہ پر اتمام حجت فرمائی۔ اس کتاب کے متعلق ایک سکھ صحافی لکھتا ہے۔

"مرزا غلام احمد صاحب جن کو سرگباش ہوئے تیس سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے (اب ۴۷ سال مجاہد) آپ کے زمانہ میں آریوں اور عیسائیوں نے ینابیع الاسلام امہات المومنین۔ کلیات آریہ مسافر وغیرہ بہت سی کتابیں اسلامی تعلیم کے خلاف شائع کی تھیں۔ جن سے مسلمانوں کے اندر ایک قسم کا جوش پیدا ہو گیا اور مسٹر عبد اللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام وغیرہ مخالفین اسلام نے اسلام کے خلاف اتنے اعتراضات کئے جتنے شاید پہلے کبھی نہ ہوئے تھے۔ مرزا صاحب نے ان اعتراضات کے جواب لکھنے کی جانب توجہ کی چنانچہ آپ نے ایک کتاب موسومہ "براہین احمدیہ" شائع کی اس وقت کے مسلمان عام طور پر سمجھتے تھے کہ مرزا صاحب نے براہین احمدیہ لکھکر اسلام کی کوئی بڑی خدمت کی ہے۔ چنانچہ گھر گھر میں براہین احمدیہ کا چرچا ہونے لگا اور تمام پڑھے لکھے مسلمان اس کتاب کے مطالعہ کو ضروری سمجھتے تھے۔ کیونکہ مسلمان عالموں کا خیال تھا کہ اس کتاب میں آریوں اور عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کا جواب آچکا ہے۔ ہر مسلمان ناظر اس کتاب کو ایک نظر دیکھ لینا ضروری خیال کرتا تھا۔ الغرض اس کتاب کی تصنیف کی وجہ سے جہاں مرزا صاحب ایک طرف ہندوستان کے مسلمانوں کی آنکھ کا تارا بن گئے وہاں آپ کو عیسائیوں اور آریوں میں بھی کافی شہرت حاصل ہو گئی"

(رسالہ خلیفہ قادیان صفحہ ۵۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مذاہب باطلہ پر جس رنگ میں اتمام حجت فرمائی اور اسلام کی تائید میں جو عظیم الشان لٹریچر شائع فرمایا۔ اس کے متعلق صرف ایک شہادت ملاحظہ فرمائیں سید عبد القادر صاحب پروفیسر اسلامیہ کالج لاہور تحریر فرماتے ہیں۔

"ابتداء سے صلیب اور ہلال کے درمیان آویزش چلی آئی ہے عیسائی دنیا نہ صرف اپنی تلوار مسلمانوں کے بر خلاف آزادانہ طور پر استعمال کرتی چلی آئی ہے بلکہ اس نے اپنی زبان اور قلم سے بھی اسلام اور اس کے سیدائیوں کو بدنام کرنے کی ہر ممکن سعی کی ہے۔ جن لوگوں کو قرون وسطیٰ کی عیسائی دنیا کے لٹریچر پر ذرا سا بھی عبور حاصل ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ دنیا کا کوئی کذب اور کوئی بہتان نہیں جو عیسائی مصنفین نے اسلام اور پیغمبر اسلام کی ذات اقدس سے منسوب نہیں کیا اس میں شک نہیں کہ جماعت احمدیہ نے عیسائی مبلغین کے کذب و بہتان کے تار و پود کو بکھیرنے میں جو سعی بلیغ کی ہے۔ وہ لائق صد تحسین ہے۔ اس جماعت کے لٹریچر کی وجہ سے نہ صرف اسلام کے چہرے سے نہ صرف کذب و افتراء کے بادل چھٹ گئے۔ بلکہ اس کی تجلی مغرب کے ظلمت کدوں کو بھی منور کرنے لگی ہے۔

پردہ کے متعلق اسلامی تعلیم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زریں ارشاد

(۱) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ جلسہ سالانہ پر احمدی مستورات کو پردہ کے متعلق خاص توجہ دلائی تھی۔ بالخصوص ایسے مردوں کو مخاطب فرمایا تھا کہ جو محض دنیوی ترغیبات کے لئے اپنی بیگمات کو مجبور کرتے ہیں۔ کہ وہ پردہ کو خیرباد کہہ دیں۔ (۲) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معرکۃ الآراء "لیکچر لاہور" میں پردہ کے متعلق ایک زریں ارشاد ملتا ہے۔ گو حضرت اقدسؑ کا روئے سخن غیر مسلموں کی طرف ہے۔ (آریہ صاحبان) تاہم اس سے اہل اسلام بھی خوب خوب فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ خاکسار شیخ محمدؐ حنیف آف شیخ کریم بخش اینڈ سنز کوئٹہ۔

حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"میں صاف صاف ایک اور عرض کے لئے جرأت کرتا ہوں۔ کہ گو آریہ صاحبوں کو اس زمانہ میں مسلمانوں سے کیسی ہی نفرت ہے۔ اور اسلام کے عقائد سے کیسی ہی بیزاری ہے۔ مگر برائے خدا پردہ کی رسم کو بکلی الوداع نہ کہہ دیں۔ کہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ جو بعد میں معلوم ہوں گی۔ یہ بات ہر ایک فہیم انسان سمجھ سکتا ہے۔ کہ بہت سا حصہ انسانوں کا نفس امارہ کے ماتحت چل رہا ہے۔ اور وہ اپنے نفس کے ایسے قابو ("میں" اغلباً سہو کتابت سے رہ گیا ہے) ہیں۔ کہ اس کے جوشوں کے وقت کچھ بھی خداتعالیٰ کی سزا کا دھیان نہیں رکھتے۔ جوان اور خوبصورت عورتوں کو دیکھ کر بدنظری سے باز نہیں آتے۔ اور ایسے ہی بہت سی عورتیں ہیں۔ کہ خراب دل سے بیگانہ مردوں کی طرف نگاہیں کرتی ہیں۔ اور جب فریقین کو باوجود ان کی اس خراب حالت میں ہونے کے پوری آزادی دی جائے۔ تو یقیناً ان کا وہی انجام ہوگا۔ جیسے کہ یورپ کے بعض حصوں سے ظاہر ہے۔ ہاں جب یہ لوگ درحقیقت پاک دل ہو جائیں گے۔ اور ان کی امارگی جاتی رہے گی۔ اور شیطانی روح نکل جائے گی۔ اور ان کی آنکھوں میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے گا۔ اور ان کے دلوں میں خدا کی عظمت قائم ہو جائیگی۔ اور وہ ایک پاک تبدیلی کر لیں گے۔ اور خداترسی کا ایک پاک چولا پہن لیں گے۔ تب جو چاہیں سو کریں۔ کیونکہ اس وقت وہ خدا کے ہاتھ کے خوجے ہوں گے گویا وہ مرد نہیں ہیں۔ اور ان کی آنکھیں اس بات سے اندھی ہوں گی۔ کہ نامحرم عورت کو بدنظری سے دیکھ سکیں۔ یا ایسا بدخیال دل میں لاسکیں۔ مگر اے پیارو خدا آپ تمہارے دلوں میں الہام کرے۔ ابھی وہ وقت نہیں کہ تم ایسا کرو۔ اور اگر ایسا کروگے۔ تو ایک زہرناک بیج قوم میں پھیلاؤ گے۔ یہ زمانہ ایک ایسا نازک زمانہ ہے۔ کہ اگر کسی زمانہ میں پردہ کی رسم نہ ہوتی۔ تو اس زمانہ میں ضرور ہونی چاہیئے تھی۔ کیونکہ کلجگ ہے۔ اور زمین پر بدی اور فسق و فجور اور شراب خوری کا زور ہے۔ اور دلوں میں دہریہ پن کے خیالات پھیل رہے ہیں۔ اور خداتعالیٰ کے احکام کی دلوں میں سے عظمت اٹھ گئی ہے۔ زبانوں پر سب کچھ ہے۔ اور لیکچر بھی منطق اور فلسفہ سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر دل روحانیت سے خالی ہیں۔ ایسے وقت میں کب مناسب ہے کہ اپنی غریب بکریوں کو بھیڑیوں کے بنوں میں چھوڑ دیا جائے۔"

(لیکچر لاہور مطبوعہ ۱۹۳۶ء صفحہ ۲۷، ۲۸)

ولادت

خاکسار کے چھوٹے بھائی عزیزم کبیر احمدؐ صاحب بھٹی کو اللہ تعالیٰ نے نیروبی میں دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمدؐ صاحب مدظلہ العالی نے بچے کا نام "سفیر احمد" تجویز فرمایا ہے۔ احباب جماعت اور بزرگانِ سلسلہ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ بچے کو نیک۔ باعمر خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے آمین۔ نومولود خاکسار کے چچاجان قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نیروبی افریقہ کا نواسہ ہے۔ خاکسار نصیر احمدؐ بھٹی ابن قاضی بشیر احمدؐ صاحب بھٹی راولپنڈی۔

مکرمی الحاج مولوی نذیر احمد علی صاحب رضی اللہ عنہ کی یاد میں

(از محترمہ امۃ القیوم صاحبہ اہلیہ مولوی محمدؐ صدیق صاحب امرتسری)

مکرم الحاج مولوی نذیر احمد علی صاحب رضی اللہ عنہ جو حال ہی میں مغربی افریقہ میں شہید ہوئے ہیں نہایت نیک با اخلاق اور صبر و استقلال کا مجسمہ تھے۔ تاریخ احمدیت میں ایسے مجاہدین کے نام ہمیشہ ہمیش کے لئے سنہری حروف میں لکھے جائیں گے۔ تاریخ کے اوراق ایسے لوگوں کے کارناموں سے مزین ہوں گے۔ اور آئندہ آنے والی نسلیں ان پر فخر کیا کریں گی۔

آپ کا خدمتِ دین سے عشق

مکرمی مولوی صاحبؓ اوصاف حمیدہ کے مالک تھے۔ آپ کی افریقہ کو روانگی کے وقت آپ کے چہرہ کی بشاشت سے صاف پتہ چلتا تھا۔ کہ آپ کو کوئی زبردست جذبہ افریقہ کے ریگستانوں کی طرف کھینچ کرلے جا رہا ہے۔ اور اس جذبہ کے تحت جدائی کا یہ غم کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ باوجودیکہ آپ کی صحت اس قدر کمزور تھی۔ کہ آپ کے لئے چلنا پھرنا بھی ٹھیک نہ تھا۔ اور پھر ہر دفعہ بیماری اتنا زبردست حملہ کرتی۔ اور ایسی شدت اختیار کرتی۔ کہ کوئی بھی خیال نہیں کرسکتا تھا۔ کہ آپ پھر چارپائی سے اٹھ سکیں گے۔ لیکن آپ نے اپنے آقا کی آواز پر ایک سچے عاشق اور جاں نثار کی طرح لبیک کہتے ہوئے اسلام کیلئے آپ اپنے عزیز و اقارب کو خیرباد کہہ کر ممالک غیر میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے۔ اور آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس شعر کے مصداق ہیں ؎

اسلام چیز کیا ہے خدا کیلئے فنا
ترکِ رضائے خویش پئے مرضیٔ خدا

خداتعالےٰ پر کامل بھروسہ

جس طرح ایک بچے کو جب کوئی تکلیف یا ضرورت ہوتی ہے۔ تو وہ اپنی ماں کی طرف بھاگتا ہے۔ بعینہ ایک سچا عاشق اور مومن اپنی ہر مصیبت اور مشکل کے وقت اپنے رب العزت کو اپنا سہارا۔ اپنا غمخوار سمجھ کر اسکی طرف جھکتا اور انکساری اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح آپ ہر ایک مصیبت اور مشکل کے وقت خداتعالیٰ کے آستانہ پر گر کر اس سے عجز و انکساری اور دعا پر زور دینے کی بہت تلقین فرماتے اور خود بھی اس پر زیادہ عمل فرماتے۔

آپ کا صبر و استقلال

ایک دفعہ میں آپ کی بیمار پرسی کے لئے گئی۔ تو آپ چارپائی پر قبلہ رخ بیٹھے اخبار بینی میں مصروف تھے۔ کہ اچانک آپ کو کھانسی کا شدید دورہ ہوا۔ آپ کھانستے کھانستے تکیہ پر سربسجود ہو گئے۔ کافی دیر کے بعد آپ کو سانس آیا۔ اتنی کمزوری اور کھانسی کا اتنا لمبا حملہ اور پھر سانس کا اکھڑنا یہ ایک سخت تکلیف دہ امر تھا۔ خاکسارہ کے دل پر یہ اثر کئی روز تک دعا کا ایک ذریعہ بنا رہا۔ اس کے چند دن بعد آپ سے ملنے کا پھر اتفاق ہوا۔ اور آپ سے آپ کی صحت کے متعلق پوچھنے پر وہی جواب پایا۔ "الحمدللہ میں بالکل خیریت سے ہوں۔ آپ اپنے بچوں کا بتائیں کیسے ہیں۔" مجھے آج تک ایک دفعہ بھی یاد نہیں جو آپ نے کبھی اس قسم کے سوال کا جواب کسی اور رنگ میں دیا ہو۔ آپ ہمیشہ صبر و استقلال سے دوسرے پر یہی ظاہر کرتے۔ کہ آپ بالکل تندرست ہیں۔ بعض اوقات بیماری کا حملہ اس قدر شدت اختیار کرتا۔ کہ آپ کے بچنے کی امید نہ رہتی۔ لیکن آرام آنے کے بعد آپ پھر پہلے کی طرح دین کے کاموں کو بڑی ہمت سے کرنے لگتے۔

آپ کے حسن اخلاق اور ملنساری

آپ اکثر اوقات چلتے وقت اپنی کمر کو دونوں ہاتھوں سے تھام کر چلتے۔ لیکن باوجود اتنے کمزور ہونے کے آپ کی چال کی تیزی میں کبھی کمی واقع نہ ہوئی۔ ہمیشہ بڑی سرعت کے ساتھ چلتے اور باوجود طویل بیماری کے آپ کے حسن اخلاق میں کسی قسم کا فرق نہ آیا۔ اور آپ کی طبیعت میں اس وجہ سے چڑچڑا پن نہ تھا۔ اور آپ کی بشاشت فراخ دلی۔ تحمل اور حلم میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہ ہوئی جس سے آپ کی ایک بار ملاقات ہو جاتی۔ وہ دوبارہ آپ سے ملنے کا ضرور مشتاق ہوتا۔ زبان شیریں اور پُراثر تھی۔ اگرچہ آپ بات بہت کم کرتے۔ لیکن ایسی فرماتے کہ سننے والے کے دل پر گہرا اثر ہوتا۔

افریقہ کو روانگی سے چند دن قبل آپ خاکسارہ کے غریب خانہ پر بچوں کی خیر و عافیت دریافت کرنے کے لئے تشریف لائے۔ میں نے آپ کی روانگی کے متعلق دریافت کیا۔ تو آپ نے جواب دیا۔ کہ ابھی کوئی انتظام نہیں ہوا۔ بس دعا ہی کریں۔ اس کے چند دن بعد شام کے وقت اطلاع ملی کہ مولوی صاحب موصوف صبح کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ چنانچہ خاکسارہ بچوں سمیت ملنے کو گئی۔ تو آپ کی اہلیہ صاحبہ نے آپ سے ذکر کیا تو آپ خاکسارہ کے پاس آگئے۔ اور سلام کرنے کے بعد سر پر ہاتھ پھیرا اور پھر ایک ہمدرد اور شفیق باپ کی طرح کچھ نصائح فرمائیں۔ اور بچوں کو پیار کرنے کے بعد دوسرے کمرے میں چلے گئے۔ آخر ایک بار پھر آئے۔ اور سب کو فرمانے لگے۔ "اچھا جی اب میں جا رہا ہوں۔ السلام علیکم" اس وقت کا نظارہ جب آنکھوں کے سامنے آتا ہے۔ تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور دل سے

ہم بے اختیار یہ دعا نکلتی ہے۔ کہ اے خدا تو اس انسان کے جسم کے ذرہ ذرہ پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرما۔ جس نے اپنی ہر تکلیف اور دکھ کو پسِ پشت ڈال کر اپنے پیارے خلیفہ کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ اور اس طرح تیرے راہ میں جان دے کر دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ اب بھی دنیا میں بغیر تلوار کے شہادت کا دروازہ کھلا ہے۔ اور دین کے سچے عاشق اب بھی شہید کا درجہ حاصل کرکے اپنے حقیقی آقا و مولیٰ کا قرب حاصل کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات کو بہت بلند فرمائے۔ اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

خدام الاحمدیہ کا پندرھواں سالانہ اجتماع

۲۸-۲۹-۳۰ ر اکتوبر ۱۹۵۵ء بمقام ربوہ

جملہ مجالس خدام الاحمدیہ کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ہمارا پندرھواں سالانہ اجتماع ۲۸-۲۹-۳۰ ر اکتوبر ۱۹۵۵ء کی تاریخوں میں ربوہ میں منعقد ہوگا ۔ انشاء اللہ۔ اس بارہ میں تفصیلات ماہنامہ خالد ربوہ کے جولائی ۱۹۵۵ء کے پرچے میں جو یکم جولائی کو شائع ہوگا درج کی جا رہی ہیں۔ جملہ خدام الاحمدیہ کی مجالس انہیں اچھی طرح پڑھ لیں اور ان سے متعلق ضروری اطلاع دفتر مرکزیہ میں بھجوا دیں

نائب معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ

اعلان برائے تقرر سیکرٹریان زراعت

ارشاد حضرت اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ماتحت مکرم ناظر صاحب امور عامہ نے جملہ امراء ضلع وار جماعت ہائے احمدیہ کو تحریک کی تھی کہ وہ اپنے ضلع کی مضافاتی جماعتوں میں سیکرٹری زراعت کا تقرر کر کے نظارت امور عامہ کو اطلاع دیں۔ لیکن نظارت علیا کو معلوم ہوا ہے کہ نظارت امور عامہ کی اس تحریک کو بنظر اہم نہیں دیکھا گیا۔ لہذا نظارت علیا اعلان کرتی ہے کہ بیرونجات کی جماعتوں میں زراعت کے سیکرٹری مقرر کر کے امراء صاحبان اپنے اپنے ضلع کی فہرستیں بہ نمونہ ذیل فوراً بھجوا دیں:۔

نام جماعت معہ پورا پتہ — نام سیکرٹری زراعت — یہ فہرستیں نظارت امور عامہ میں براہ راست ارسال کی جائیں۔

(ناظر اعلیٰ)

جامعہ احمدیہ میں داخلہ

جو طالب علم امسال میٹرک کا امتحان پاس کر چکے ہیں اور تبلیغ دین کا شوق رکھتے ہیں انہیں دینی علوم حاصل کرنے کے لئے جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخل ہونا چاہیئے۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ شروع ہے۔ ایسے طلباء کو بہت جلد داخلہ کے لئے پہنچ جانا چاہیئے۔ جامعہ احمدیہ میں کوئی فیس نہیں لی جاتی اور دین کے لئے زندگی وقف کرنے والے طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں اور نصاب کی کتب بھی مہیا کی جاتی ہیں۔ میٹرک پاس طلباء کو یہاں چار سال میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کرایا جاتا ہے۔ اور ایف۔اے تک انگریزی کی تعلیم دی جاتی ہے

پرنسپل جامعہ احمدیہ ربوہ

زمیندار جماعتوں کے عہدیداران مال کی آگاہی کے لئے ضروری اعلان

زمیندار جماعتوں کے عہدیداران مال کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس وقت تک جس قدر غلہ چندہ کے حساب میں جمع ہو چکا ہے اس کو رائج الوقت بھاؤ پر فی الفور فروخت کر دیا جائے اور جس قدر رقم وصول ہو اس کو معہ تفصیل افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی خدمت میں بھجوا دیں۔ آئندہ بھی جس قدر غلہ چندہ کے حساب میں وصول ہو اس کو ساتھ ساتھ فروخت کر دیا جاتے اور اس کی رقم مرکز میں بھجوائی جاتی رہے۔

ناظر بیت المال ربوہ

دفتر خزانہ ایام تعطیلات میں

باہر سے آنے والے احباب کی سہولت کے لئے دفتر خزانہ صدر انجمن احمدیہ نے یہ انتظام کیا ہے کہ ایام تعطیلات میں بھی دفتر ہذا ایک گھنٹہ کے لئے کھلا رہے تاکہ جو احباب باہر سے تشریف لائیں وہ رخصت کے دن بھی اپنی رقوم چندہ و امانت خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں جمع کرا سکیں۔ اس لئے بذریعہ اعلان ہذا احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ایام تعطیلات میں دفتر ہذا بعد نماز جمعہ اور دوسری تعطیلات میں بعد نماز ظہر ایک گھنٹہ کے لئے کھلا رہے گا۔ احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔

(افسر خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

(۵) میری بچی بشریٰ مسرت بعارضہ میعادی بخار چند دن سے بیمار ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین قادر بخش مدرس ملٹری اسٹیشن ملتان چھاؤنی

آپ کی اولاد کا مستقبل

"روپیہ کا گھر میں پڑا رہنا یا سونے کی صورت میں عورتوں کے پاس رہنا قومی ترقی کے لئے روک ہے۔ اس لئے اپنی اولادوں کی ترقی کی خاطر ان کی تعلیم اور پیشوں کی ترقی کی خاطر اپنی آمدن میں سے تھوڑی ہو یا بہت پس انداز کرنے کی عادت ڈالیں اور امانت کے طور پر تحریک جدید یا صدر انجمن کے خزانہ میں جمع کراتے رہیں"

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی تعمیل کے لئے دفتر صاحب امانت تحریک جدید کی خدمات حاصل فرمائیے۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

"جماعت اسلامی" نمبر

رسالہ الفرقان کا جماعت اسلامی نمبر نہایت اعلیٰ اور ٹھوس مقالات پر مشتمل شائع ہو چکا ہے۔ بہت تھوڑی تعداد باقی ہے آپ جلد یہ نمبر منگوا کر اپنی معلومات میں اضافہ کریں اور اپنے دوستوں کو بطور تحفہ پیش کریں!

قیمت فی نسخہ ایک روپیہ - حجم ایک سو چار ۱۰۴ صفحات (مینیجر الفرقان ربوہ)

ضروری اعلان برائے مہاجرین قادیان

قادیان کی زمینوں کے کوائف بھجوانے کے سلسلہ میں نظارت امور عامہ کی طرف سے اعلان کروایا جا چکا ہے۔ نیز اس کے متعلق حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے تین عدد اعلانات بھی شائع ہو چکے ہیں۔

احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ جملہ کوائف حسب اعلان نظارت امور عامہ الفضل مورخہ ۴ر جون ۱۹۵۵ء جلد سے جلد دفتر ہذا میں بھجوائیں۔

اس کے علاوہ مزید عرض ہے کہ دوست متعلقہ زمین۔ کارخانہ جات۔ دوکانات جو حلقہ درویشاں قادیان کے اندر نہیں ہیں ان کے کلیمز سرکاری طور پر داخل کریں تو اس کی اطلاع نظارت امور عامہ کو بھی بھجوا دیں۔ رہائشی مکانات کا کلیم قادیان کے کسی حصہ کا بھی حضرت صاحب کے موجودہ فیصلہ کے مطابق داخل نہیں کرایا جائے گا۔ خواہ وہ حلقہ درویشاں کے اندر ہو یا باہر۔

جملہ امراء و پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ نظارت کے اس اعلان کی پابندی حضرت میاں بشیر احمد سلمہ اللہ تعالیٰ کے اعلان الفضل ۴ر جون ۱۹۵۵ء صفحہ ۳ کی روشنی میں کرائیں۔

(قائمقام ناظر امور عامہ)

درخواستہائے دعاء

(۱) میری والدہ صاحبہ پتہ میں پتھری ہونے کی وجہ سے بہت عرصہ سے بیمار ہیں درویشان قادیان اور بزرگان سلسلہ صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں ناصرہ بتول بنت ملک غلام سرور اوورسیر مکینیکل بھیرہ

(۲) خاکسار کا لڑکا محمد طفیل میٹرک امتحان شاہدرہ سے دے رہا ہے۔ جملہ احباب و درویشان قادیان نمایاں کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد ابراہیم پولیس لائن ڈیرہ غازی خان

(۳) عزیزہ کرم بی بی اہلیہ چودھری محمد ابراہیم صاحب عرصہ تین ماہ سے بیمار ہیں الامیرے برادر عطا محمد صاحب کی لڑکی ہاجرہ بھی بیمار ہے۔ احباب کرام صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

چودھری عبدالقادر ہوشیارپوری موضع ماہنی سیال

(۴) عاجز بعارضہ بخار عرصہ ایک ماہ سے بیمار ہے۔ احباب جماعت سلسلہ سے درخواست ہے کہ اس عاجز کی صحت کاملہ کے لئے دل سے دعا فرمائیں۔ ناصر احمد از کھوکھر وانوالہ ضلع لائلپور

دعائے مغفرت

میری والدہ محترمہ رسول بیگم صاحبہ اہلیہ چودھری بوٹے خان صاحب کاٹھ گڑھی مورخہ ۵۵ کو بمقام ساہنگلہ ہل وفات پا گئی ہیں۔ احباب مغفرت اور بلندی درجات کے لئے اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا فرمائیں۔

عبدالحکیم ناصر ہیروید خادم مسلسل

چند خوفناک ہتھیار

راڈر

یہ ایک زبردست ایجاد ہے اور ایک ایسے آلہ کا نام ہے جس کے ذریعہ دشمن کے حملہ آور ہوائی جہاز۔ آبدوز کشتیوں کا آسانی سے پتہ لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ ہوائی جہاز کا فاصلہ اور اس کی بلندی نیز اس کی سمت بہت جلد معلوم ہوجاتی ہے راڈر کی ایجاد برطانیہ میں ہوئی اور اس نے دوسری جنگ عظیم میں برطانیہ کو ہوائی حملوں سے بچایا۔ جس سے بہت سے شہر تباہی سے بچ گئے۔

اس کے ذریعہ بمبار جہاز اپنے نشانہ پر گرتے اور جس جگہ پر بم گرانا مقصود ہو اس کی تصویر ہوا باز کے سامنے ہوتی۔ جو طیارے راڈر سے کام لیتے ہیں ان کی پرواز کے دوران میں بادل دھند یا موسم کی خرابی کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتے۔ چونکہ راڈر کی طاقتور لہریں ان سب میں سے گذر کر اپنا کام باقاعدہ طور پر کرتی رہتی ہیں۔ لڑائی کے آخری زمانہ میں راڈر کو اس قدر ترقی دی گئی کہ جب بھی کوئی دشمن کا جہاز انگلستان کے ساحل کے قریب آنے کی کوشش کرتا تو راڈر کی مدد سے طیارہ شکن توپیں خود بخود اس بمبار کی طرف اپنا رخ کرلیتیں اور اس پر آگ برسانے لگتیں

دشمن کا جہاز جس طرف اپنا رخ کرتا یہ بھی اپنا رخ اس طرف کرلیتا یہاں تک کہ اس کی زد سے ہوائی جہاز کا نکلنا مشکل ہوجاتا۔ رات کے وقت بڑی بڑی سرچ لائٹیں راڈر کی مدد سے بمباروں کی طرف گھومتی رہتی تھیں اور طیارہ شکن توپیں ان کے ساتھ گھوم کر نشانہ پھینکتی تھیں۔

ایٹم بم

ایٹم بم پہلی مرتبہ اتحادیوں نے جاپان کے شہر ہیروشیما پر گرایا (۶؍اگست ۱۹۴۵ء) اس بم نے وہ تباہی مچائی جس کا ذکر یقیناً دنیا کی ساری تاریخ میں نظر نہیں آتا۔ میلوں تک کھنڈر ہی کھنڈر نظر آتے تھے۔ درختوں۔ بازاروں عمارتوں کارخانوں اور انسانی ڈھانچوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ ۴۰ کارخانوں کی صرف چمنیاں باقی رہ گئی تھیں۔

ہائیڈروجن بم

یہ ایٹم بم سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ حال ہی میں تیار کیا گیا ہے۔ اس کے تجربے کئے جارہے ہیں۔

اڑنے والے ہوائی بم

یہ ایک چھوٹے سے ہوائی جہاز سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کی رفتار عام تیز رفتار ہوائی جہازوں کی طرح ہوتی ہے اور بغیر پائلٹ کے پرواز کرتے ہیں۔ لنڈن کی تباہی کے ذمہ دار یہی بم تھے۔

دی راکٹ

اس کو عموماً اڑنے والا تار کا کھمبا کہا جاتا ہے

یہ بم اس قسم کے ہوتے ہیں جیسے سیدھے آسمان سے گر رہے ہوں۔ گرتے ہی شہر کو تباہی کی لپیٹ میں لے آتے ہیں

جیٹ ہوائی جہاز

یہ ہوائی جہاز آجکل کی جنگوں کے لئے ایک خاص قسم کا ہتھیار ہے۔ جنگ کے ماہروں کا کہنا ہے کہ جنگ میں جیت اس کی ممکن ہوسکتی ہے جس ملک کی ہوائی طاقت زیادہ ہوگی۔ ان کے ذریعہ دشمن کے شہروں۔ فوجی ٹھکانوں۔ بندرگاہوں۔ کارخانوں اور سمندری جہازوں پر بمباری کی جاسکتی ہے اس وقت تک جہازوں کی بڑی عجیب قسمیں تیار ہوچکی ہیں جن کی رفتار آواز سے بھی تیز ہے۔ ان میں سے ایک طیارے کا نام جیٹ ہے۔ جس کی رفتار تقریباً ایک ہزار میل ہے اور اس سے بھی تیز رفتار طیارہ ڈیلٹا ہے۔ جس کی رفتار تقریباً تیرہ سو میل فی گھنٹہ ہے اور ان کے پنکھ نہیں ہوتے۔ یہ دشمن کے جہازوں کو قریب نہیں آنے دیتے۔ ان میں خوبی یہ ہے کہ پٹرول وغیرہ استعمال نہیں کیا جاتا۔ دوسرا ایک ہی ہوا باز ان میں پرواز کرسکتا ہے۔

(منقول آزاد نوجوان ۱۱؍جون ۱۹۵۵ء)

عارضی حکم امتناعی بحال رہیگا

لاہور ۱۸؍جون۔ ہائیکورٹ کے مسٹر جسٹس ایم آر کیانی نے جو عارضی حکم امتناعی جاری کیا۔ جس کے ذریعہ ریٹرننگ آفیسر پنجاب کو مولانا عبدالستار خاں نیازی کے کاغذات نامزدگی محض اس بنا پر مسترد کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ کہ ان کے خلاف دفعہ ۶۹ کے تحت جو حکم دیا گیا ہے اس کے ذریعے ان کا اپنا ووٹ منسوخ کردیا گیا ہے۔ وہ حکم برقرار رہے گا۔

ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نے کل عدالت میں حسب ذیل نکات پیش کئے۔ (۱) مدعی نے مقدمہ دائر کرنے سے قبل سرکاری افسر کو دو ماہ کا نوٹس نہیں دیا تھا۔ جیسا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۸۰ کے تحت ضروری ہے۔ (۲) مدعی کو دستوریہ کا رکن بننے کا قانونی حق حاصل نہیں۔

(۳) مدعی کو فوجی عدالت نے جو سزا دی تھی۔ اسے مارشل لاء انڈمنٹی ایکٹ کی رو سے جائز قرار دے دیا گیا۔

معاصرین سے اقتباسات

(ضروری نہیں کہ ادارہ پوری طرح ان مندرجات سے متفق ہو)

سید عطاء اللہ شاہ صاحب کی تقریر

لائلپور کی نام نہاد تبلیغی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے کہا:۔

”میں ذمہ دار ہوں غلط ہوا یا صحیح۔ ذمہ داری میرے سر ہے۔ ارے میں مودودی نہیں ہوں۔ بددیانت نہیں ہوں۔ مجلس عمل کے اجلاس کراچی میں مودودی صاحب میرے زانو کے ساتھ زانو ملائے بیٹھے تھے۔ ریزولیوشن میرے جانے سے پہلے پاس ہوچکا تھا۔ میں کہتا ہوں میں کیا کروں کتابوں اور لٹریچر کو۔

فیصلہ ہوا۔ پانچ ”پیلے کاٹے“ لے کر خواجہ صاحب کی خدمت میں جائیں۔ میں اس سے پہلے اجلاس میں نہیں گیا تھا۔ دوسرے دن محمد علی میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ کہ آج تو چلو۔ میں نے کہا۔ جو پاس کرنا ہے کرلو۔ میں عمل کرلوں گا۔ جب گیا۔ داؤد غزنوی کے پاس بیٹھا۔ مودودی بھی پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھے اپنے دائیں طرف جگہ دی۔ ریزولیوشن پاس ہوچکا تھا۔ محمد علی خاص لوگوں کے دستخط کرا رہے تھے۔ میرا نام بھی لکھا۔ اور ان کا بھی لکھوایا۔ آج وہ کہتے ہیں۔ میں تحریک میں شامل نہیں تھا۔ میں کہتا ہوں شامل تھا۔ اور اگر مودودی شامل نہیں تھے۔ تو میں ان سے حلفیہ بیان کا مطالبہ نہیں کرتا۔ بلکہ صرف یہ مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے لڑکوں کے سروں پر ہاتھ رکھ کر اعلان کردیں۔

میں ذمہ دار ہوں۔ میں شامل تھا۔ جو شامل تھا۔ اس نے سال کاٹی۔ جو شامل نہیں تھا۔ اس نے دو سال کاٹی۔ جب میں رہا ہوا۔ تو ڈیوڑھی میں آکر کہا۔ کہ جنہوں نے تقریریں کیں وہ رہا ہوئے۔ اور جنہوں نے سر ہلایا۔ وہ پھنسے رہے۔

ہزاروں کو مروا کر کہوں۔ میں شامل نہیں تھا۔ کیا یہی دین ہے۔ کیا کروں علم اور ادب کو۔ میرا کلیجہ پھٹتا ہے۔ میں بولنے پہ آؤں تو ادھار کیوں رکھوں۔ ارے تم سے تو کافر گلیلیو ہی اچھا تھا۔ جس نے زہر کا پیالہ پی لیا۔

جیل میں میں نے کیا بیان نہیں دکھایا۔ سلطان احمد کے دستخط موجود ہیں۔ تب کہا۔ تو کہنے لگے۔ میں اصلاح کے لئے گیا تھا۔ (نوائے پاکستان ۱۷؍جون ۱۹۵۵ء)

احراری لیڈر جواب دیں

حال لائلپور میں احرار کی چار روزہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں سابق احراری کارکنوں نے تحفظ ختم نبوت کے نام پر متعدد تقریریں کی ہیں۔ کانفرنس کے ایام میں جو خفیہ کارروائیاں لائلپور کے مختلف کونوں میں کی جاتی رہی ہیں۔ ان کی تفصیلات کے متعلق تو میں کسی دوسرے موقعہ پر عرض کروں گا۔ اس وقت مجھے مولوی محمد علی صاحب جالندھری کی تقریر پر چند باتیں عرض کرنا ہے۔ میں مجلس احرار کے ذمہ داروں سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ اولین فرصت میں ان شبہات کا ازالہ فرمائیں۔ جو اس تقریر سے پیدا ہوتے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں یہ کہا ہے۔ کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سرے سے کوئی مطالبہ ہی نہیں تھا۔ مولوی سادہ لوح اور کم عقل ہوتا ہے۔ اس نے ایک ایسی بات کو جو مطالبہ نہیں تھی۔ مطالبہ مطالبہ پکارنا شروع کردیا۔ حالانکہ بات صرف اتنی تھی۔ کہ چونکہ حکومت پاکستان کے ذمہ دار بار بار یہ اعلان کررہے تھے۔ کہ ملک کا دستور اسلامی ہوگا۔ اور انتخابات جداگانہ ہوں گے۔ اس لئے ہم نے یہ کہا۔ کہ جب انتخابات جداگانہ ہونے والے ہیں۔ اور مسلمانوں کے علاوہ یہاں ہندوؤں۔ عیسائیوں اور دوسرے غیر مسلموں کے لئے نشستیں مخصوص کی جانے والی ہیں۔ تو ضروری ہے۔ کہ مرزائیوں کو بھی غیر مسلم لسٹ میں شمار کیا جائے۔ مولوی محمد علی صاحب نے مزید کہا۔ کہ اگر حکومت اعلان کردے۔ کہ یہاں کا دستور اسلامی نہیں ہوگا۔ یا دستور تو اسلامی ہوگا۔ لیکن انتخابات جداگانہ نہیں ہوں گے۔ تو ان دونوں صورتوں میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ ہم نہیں کریں گے۔ ہمارا زور اس مسئلہ پر صرف اس شکل میں ہوگا۔ کہ جب حکومت یہاں اسلامی دستور بنائے۔ اور انتخابات جداگانہ نوعیت کے کرائے۔ حکومت آج اعلان کردے کہ دستور اسلامی نہیں ہوگا۔ ہم دستور کے اسلامی ہونے پر زور دیں گے۔ اور نہ ہی قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کا مطالبہ کریں گے۔

مولوی صاحب کی یہ تقریر مجلس تحفظ ختم نبوت یا سابق مجلس احرار کی ترجمانی اور اس کے آئندہ عزائم کی عکاس ہے۔ اس پر تو گفتگو بعد میں کی جائے گی۔ اس وقت مجھے صرف اس مسئلہ پر عرض کرنا ہے۔ مولوی صاحب نے اس تقریر میں یہ بات صاف صاف کہہ دی ہے۔ کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا مطالبہ سرے سے کیا ہی نہیں گیا تھا۔ اس مسئلہ کی حیثیت تو صرف یہ تھی۔ کہ چونکہ انتخابات جداگانہ نوعیت کے ہونے والے تھے۔ اس لئے حکومت سے کہا گیا۔ کہ قادیانیوں

کو ہم سے الگ کردو۔ گویا یہ مسئلہ ایک سیاسی نوعیت کا تھا۔ عقیدے کا نہ اس سے تعلق تھا۔ اور نہ ہی یہ سوال اس لئے اٹھایا گیا تھا۔ کہ مرزائی چونکہ ختم نبوت کے منکر ہیں۔ اور وہ خود ایک علیحدہ امت ہیں۔ اس لئے انہیں ہم سے الگ کیا جائے۔

مولوی محمد علی صاحب نے احرار کارکنوں کی طرف سے جس پالیسی کا اظہار کیا ہے۔ اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر بات صرف اس قدر تھی۔ اور مسئلہ صرف انتخابات کا ہی تھا۔ تو احراریوں نے جو اس مسئلہ کو ایمان اور کفر کا مسئلہ بنا کر رکھ دیا۔ اور اسے اس قدر اہمیت دی۔ کہ شمع نبوت کے پروانوں کو جل مرنے کی دعوت دی۔ اور پرجوش نعروں کے ذریعہ بھولے بھالے ہزاروں مخلص نوجوانوں کو مرنے مارنے پر تیار و آمادہ کر لیا۔ اس کی کیا ضرورت تھی؟

بات صرف یہاں تک ہی نہیں رہتی مولوی محمد علی کی اس تقریر سے یہ بات صاف طور پر واضح ہوتی ہے۔ کہ احراریوں نے تحفظ ختم نبوت کے نام پر جو تحریک چلائی۔ اور اس میں پرجوش نعروں سے کفر و اسلام کا مسئلہ بنا کر سینکڑوں مسلم نوجوانوں کو خاک و خون میں تڑپایا۔ اس کے پیچھے کوئی دینی جذبہ نہیں تھا۔ اگر واقعہ یہی ہے۔ تو اس سے بڑھ کر مسلمانوں سے غداری کیا ہو سکتی ہے۔ اور جن لوگوں نے ان بے مقصد شعلہ مقال مقررین سے متاثر ہو کر اپنی جانیں پیش کیں۔ اور اپنے والدین کو روتے چھوڑ کر گولیوں کا نشانہ بنے۔ اگرچہ وہ اپنے خلوص کے مطابق خدا کے ہاں اجر کے مستحق تو ہوں گے۔ لیکن یہاں ان کے خون ناحق کی ذمہ داری کن پر ہوگی؟

کیا مسلمانوں سے اس سے بڑھ کر ظالمانہ سلوک ہو سکتا ہے۔ کہ پہلے تو انہیں بھڑکا کر مرنے مارنے پر آمادہ کر لیا جائے۔ اور جب یہ مرحلہ بیت جائے۔ تو آسانی سے یہ کہہ دیا جائے۔ کہ ہمارے مطالبہ کی بنیاد ہی نہ تھی۔ آخر ایسے لوگ کب تک مسلمانوں کے پاکیزہ جذبات سے کھیلتے رہیں گے۔ میں آخر میں احرار کے ذمہ دار لوگوں سے گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ خدارا اپنے نئے موقف پر غور کریں۔ خدا سے ڈریں۔ اور مسلمانوں پر رحم کرتے ہوئے انہیں عزت و آبرو کی زندگی گذارنے کا موقعہ دیں۔"

(اعلان لائل پور ۱۷ جون ۱۹۵۵ء)

ابوحسین سرکار اور عبدالسلام خاں اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے لیں گے

ڈھاکہ ۲۰ جون۔ مشرقی بنگال متحدہ محاذ پارلیمانی پارٹی کے فیصلے کے مطابق وزیر اعلیٰ مسٹر ابوحسین سرکار اور صوبائی وزیر مواصلات عبدالسلام خاں دستور ساز اسمبلی کا انتخاب نہیں لڑیں گے۔ اور توقع ہے۔ کہ وہ آج اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے لیں گے۔ مشرقی بنگال کی پانچ ارکان پر مشتمل کابینہ کے صرف یہی دو وزیر تھے۔ جنہوں نے دستوریہ کے انتخابات میں حصہ لینے کی غرض سے کاغذات نامزدگی داخل کئے تھے۔ لیکن متحدہ محاذ پارلیمانی پارٹی کے حالیہ فیصلے کی رو سے انہیں انتخاب لڑنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ پارلیمانی پارٹی کا یہ فیصلہ اپنی نوعیت کا پہلا فیصلہ ہے، اور پاکستان کے کسی دوسرے صوبے کی برسر اقتدار پارٹی نے ایسا اقدام نہیں کیا۔

مسٹر عبدالسلام خاں نے اس فیصلہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔ کہ ان دونوں نے اس پر زور دلیل کے پیش نظر پارلیمانی پارٹی کا فیصلہ تسلیم کر لیا ہے۔ کہ دستوریہ کے اجلاس میں شرکت کے سلسلے میں انہیں ایک عرصہ تک باہر رہنا پڑے گا۔ اور اس طرح صوبائی حکومت کے کاروبار میں رخنہ اندازی ہوگی۔ اور انتظامیہ کو نقصان پہنچے گا۔

اکالی ہر قیمت پر اپنی موجودہ تحریک کو جاری رکھیں گے

جالندھر ۲۰ جون۔ مشرقی پنجاب میں سکھوں نے پنجابی صوبہ کے قیام کے لئے جو تحریک شروع کر رکھی ہے۔ حکومت پنجاب نے اس سلسلے میں گرفتاریوں کی رفتار تیز تر کر دی ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے سکھوں میں زبردست تشویش پیدا ہو گئی ہے۔

پنجابی صوبہ کے نعروں پر پابندی کے خلاف امرتسر میں دو سو مزید سکھ اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کریں گے۔ تمام مشرقی پنجاب سے جو اطلاعات یہاں موصول ہوئی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت کی تازہ پالیسی سے سکھوں نے یہ تہیہ کر لیا ہے۔ کہ وہ تحریک کو اس وقت تک ختم نہیں کریں گے۔ جب تک ان کے مطالبات نہ مان لئے جائیں۔ پٹیالہ اور ریاستی یونین کے ایک ہنگامی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ تحریک کو جاری رکھنے کے لئے جتھے بھیجنے کا سلسلہ جاری رکھا جائے۔ ایک بااثر اکالی نے پریس کانفرنس میں بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت خواہ کتنا ہی تشدد کیوں نہ کرے۔ لیکن وہ اکالیوں کو تحریک صوبہ میں شرکت سے باز نہیں رہ سکتی۔ اور اکالی بھی ہر قیمت پر پنجابی صوبہ کی تحریک اس وقت تک جاری رکھنے کا تہیہ کر چکے ہیں۔ جب تک ان کے مطالبات تسلیم نہ کئے جائیں۔

"تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ شائع ہونے پر علماء کو سانپ سونگھ گیا تھا" (مولانا مودودی کا بیان)

شیخوپورہ ۲۰ جون۔ جماعت اسلامی پاکستان کے راہنما مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے یہاں ایک سپاسنامے کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت میں کھلم کھلا علماء کو خوار کرنے کا سامان ہو رہا تھا۔ اور جب تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ شائع ہوئی تو ایک دنیا نے دیکھ لیا کہ اس میں علماء کی کیا گت بنائی گئی اور اس رپورٹ کی اشاعت پر سب کو سانپ سونگھ گیا۔

مولانا مودودی نے کہا کہ جب بھی علماء کو ذلیل اور رسوا کرنے کی کوشش کی گئی جماعت اسلامی نے بہ حیثیت مجموعی ان کی مدافعت کی۔ فسادات پنجاب میں علماء کو خوار کرنے کا سامان ہو رہا تھا اور ان کی طرف سے مدافعت کرنے والا تنہا میں تھا۔ میرے پے بہ پے تین بیانات پبلک میں شائع ہو چکے ہیں جن کو دیکھ کر ہر شخص یہ معلوم کر سکتا ہے کہ میں نے ان میں دین اور اہل دین کی کس طرح مدافعت کی ہے۔ پھر تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ جب شائع ہوئی تو ایک دنیا نے دیکھ لیا کہ اس میں علماء کی کیا گت بنائی گئی ہے۔ اور اس رپورٹ کی اشاعت پر سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ صرف ایک جماعت ایسی تھی جس نے اس رپورٹ پر تبصرہ شائع کر کے علماء کو اس ننگ و عار سے بچایا۔ انہوں نے کہا صرف جماعت اسلامی ہی وہ بدقسمت جماعت ہے جو ان ساری خدمات کے باوجود بعض ممتاز اور بعض نیم ممتاز علماء کے طعنوں کا ہدف بنی ہوئی ہے۔ (ملت ۱۸ جون ۱۹۵۵ء)

تعلیم الاسلام کالج کا جلسہ
برائے تقسیم اسناد (بقیہ صفحہ اول)

پیدا کیا ہے اس سے متاثر ہو کر ہر فرقہ ہر جماعت اور ہر خیال کے ایسے اصحاب جنہیں اپنے بچوں کے مستقبل کا کچھ خیال ہے اس ادارے کی طرف کھچے چلے آ رہے ہیں چنانچہ طلباء کی تعداد سال بسال ترقی پذیر ہے۔

(یہ رپورٹ عنقریب مکمل صورت میں قارئین الفضل کی خدمت میں پیش کی جائے گی) سالانہ رپورٹ پیش ہونے کے بعد صاحب صدر نے انعامات تقسیم کئے۔ اور بعد ازاں صدارتی تقریر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا۔ میرے لئے یہ امر باعث مسرت ہے کہ مجھے یہاں آنے اور آپ کا کالج دیکھنے کا موقع ملا ہے مجھے کئی لحاظ سے اس کالج سے نہایت دلچسپی رہی ہے اور رہے گی۔ مجھے بہت خوشی ہے کہ اس کالج کے لائق اساتذہ نے اپنے کالج کا بلند تعلیمی معیار قائم رکھا ہے اور ایسے طلباء کو وظائف بھی دیئے جاتے ہیں جن کی قابلیت انہیں اس کا مستحق قرار دیتی ہے یہ امر بھی تسلی بخش ہے کہ کالج کے طلبہ کی تعداد میں ترقی ہو رہی ہے۔ لیکن میرے نزدیک جب تک اساتذہ کی تعداد پچاس تک نہ ہو جائے کالج میں ۱۰۰۰ سے زیادہ طلباء کسی صورت میں نہیں ہونے چاہئیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس میں بہت سی مشکلات حائل ہوں گی لیکن اگر تعلیم کا معیار اعلیٰ رکھنا چاہتے ہیں جب اس وقت تک آپ کے کالج کا ہے تو میرے نزدیک طلبہ و اساتذہ کا تناسب بیس اور ایک سے تجاوز نہیں ہونا چاہئیے آخر میں آپ کے

اعلان نکاح

راجہ عبدالوہاب پسر راجہ عبدالسلام صاحب ریٹائرڈ سگنیلر ریلوے محلہ دارالرحمت ربوہ کا نکاح مجیدہ بیگم صاحبہ بنت اصغر علی خانصاحب گنگاپور ضلع لائلپور سے مبلغ ایک ہزار روپیہ مہر پر ملک عبدالغنی خانصاحب ریٹائرڈ اسٹیشن ماسٹر محلہ دارالرحمت نے پڑھا۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بابرکت کرے۔ آمین

عبدالرحیم حیمہ محلہ دارالرحمت ربوہ